ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.2 2021

فرحت پروین کے افسانوں میں معاشرتی جبر

Social Oppression in Farhat Parveen's Urdu Short Stories

*Dr.Tayyaba Nighat, **Dr. Uzma Bashir

Abstract:

Farhat Parveen is the most remarkable Urdu fiction writer of this century. She is the earned a great fame by virtue of her thought provoking subjects of short-stories and peculiar style of writing. This article deals with her short-stories collection. The analysis shows that these short-stories depict the domestic oppression of society. Her fiction is the reflection of her deep insight of society and the depth of her study."

کلیدی الفاظ:طبقاتی محرومیاں , معاشی استحصال, جبر واستبداد, جاگیر دارانہ نظام, ظلم وبربریت, مغربی معاشرت

فرحت پروین جدید افسانہ نگاروں میں ایک نمایاں مقام رکھتی ہیں انھوں نے اپنے افسانوں میں اکیسویں صدی کے شعور کو بھر پور انداز میں پیش کیا ہے۔انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں اردو افسانہ میں اپنے فن کا لوہا منوایا اور اردو افسانے میں خوبصورت اضافے کئے۔فرحت نے معاشرتی جبر پر بڑی خوبصورت کہانیاں تحریر کی ہے ان کے ہاں جبر واستبداد کے خلاف مزاحمتی جذبات کو دیکھا جاسکتا ہے۔اب تک فرحت کے بہت سے افسانوی مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں ان میں منجمد،ریستوران کی کھڑکی سے،بزم شیشہ گراں،صندل کا جنگل،کانچ کی چٹان شامل ہیں۔انہوں نے جو بھی لکھا اپنے شوق کے تحت لکھا۔اس لیے ان کے افسانوں کو جو بھی پڑھتا ہے وہ اس میں کھو کر رہ جاتا ہے۔فرحت پروین نے مختلف موضوعات پر افسانے لکھے انہوں نے ایک افسانہ "نمک حرام "ریاست کے ہاتھوں عوام کے معاشی جبر واستحصال کے موضوع پر لکھا۔اس افسانہ میں پاکستانی آبادی کی اکثریت کو معاشی مجبوریوں کے دبائو میں چالاک اور سفاک استحصالیوں کا ہدف دکھایا گیا ہے۔اس غیر انسانی استحصال کی ایک اور مثال سوہنی کا کردار ہے۔یہ لڑکی گھر کی ملازمہ کی بیٹی ہے وہ پڑھائی میں بہت ہوشیار ہے مگر اس کی یہ ہوشیاری گھر کی امیر مالکن اور اس کی بیٹیوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتی اور جب ایک پڑھا لکھا پڑوسی میں رہنے والا نوجوان اس کے رشتے کا طالب ہوتا ہے تو مالکن کی نفرت کی حد برداشت سے باہر ہو جاتی ہے۔وہ لڑکی کو گاؤں لے جا کر ایک ان پڑھ شخص سے بیاہ دیتی ہے اور یوں سوہنی چند ہی برسوں میں ایک کو جھی بڑھیا بن کر رہ جاتی ہے۔اس پر کیے جانے والے گھریلو ظلم و تشدد اور جبر واستبداد نے اس کی نہ صرف تمام خواہشات کا گلا گھونٹ دیا ہے بلکہ اس کی زندگی بھی اس سے چھین لی ہے۔اس افسانے سے متن ملاحظہ کریں:

> "ارے بہت ہو لیے چاؤ چونچلے۔بس اب اسکو سکول بھیجنا بند کر۔وگھر پر رہے،کچھ تمیز تہذیب سیکھے اور وہ تمیز تہذیب یہ تھی کہ گل جان میری اور زرمینہ،میری چھوٹی بہن روحی کی ذاتی خدمت گار بن جائیں۔" (۱)

فرحت پروین اپنے افسانوں میں منظر کشی مصور کے سلیقے سے کرتی ہیں.زبان شستہ اور اسلوب بیان رواں دواں ہے۔انہوں نے اپنی تحریروں میں سادہ زبان اور خوبصورت الفاظ استعمال کیے ہیں۔انگریزی الفاظ کا بھی استعمال کیا گیا ہے۔دلچسپی ان کے افسانوں کا اہم عنصر ہے۔انسانی نفسیات،شخصیت اور انسانی سوچ کی خوب عکاسی کی گئی ہے۔اس ضمن میں ڈاکٹر اقبال واجد، بہار(انڈیا)یوں تحریر کرتے ہیں:

> "تخلیقی عمل افسانے کا لازمہ ٔحیات ہے کہ اس کے بغیر افسانے میں تاثر کی گہرائی پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ فرحت پروین کی افسانہ نگاری تخلیقی عمل کا ایک حسین مرقع ہے۔ان کی تخلیق ان کے مزاج اور ذوقِ جمال کے موافق ہونے کے سبب حسنِ تخلیق کا گراں مایہ معنیاتی نظام متشکل کرنے میں کامران ہوئی ہے۔"(۲)

Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. College Women University Faisalabad

Visiting Lecturer, Department of Urdu, Govt. College Women University Faisalabad

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.2 2021

فرحت پروین کے افسانوں میں امیر گھرانوں کے جبر و استبداد کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ایسے بیچ اور گھٹیا قسم کے کم ظرف امرا جو غریبوں کو معاشی استحصال کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو جسمانی تشدد کا بھی نشانہ بناتے ہیں وہ در اصل معاشرے کا وہ گند اور ناسور ہیں جن کا صفایا کرنا امنِ عامہ کے لیے لازمی ہے۔ امیر گھرانوں میں رکھی جانے والی مجبور ملازمائیں اور ملازمین کو استحصال بالجبر سہنا پڑتا ہے اور موجودہ حالات میں تو آئے روز ٹی وی پر اور اخبارات میں امرا کا گھریلو ملازمین پر جسمانی تشدد کی خبریں آتی رہتی ہیں۔ ایک اور افسانے بہانے باز میں بھی بر کتے کا کردار پیش کیا جاتا ہے۔ جو گھروں میں صفائی ستھرائی کے کام کرتی ہے، اپنی بیماریوں، مصیبتوں اور مجبوریوں کے حوالے سے، کھاتی پیتی بیگمات کی بے حسی، طعنہ زنی اور تضحیک کا شکار رہتی ہے۔ اس افسانے میں امیر طبقے کی کمینگیوں کی عکاسی انتہائی سچائی سے کی گئی ہے اور معاشرے میں موجود طبقاتی نظام پر ایک طمانچہ رسید کیا گیا ہے۔ یہ بات اب عیاں ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں مجبور طبقے کا معاشی استحصال بالجبر وہی طبقہ سب سے زیادہ کرتا ہے جو اپنے اوپر رحمدلی اور مخیر ہونے کا لیبل لگا کر معاشرے میں اپنے آپ کو غریبوں کے خیر خواہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اس افسانے میں مجبور و مقہور طبقے کے مسائل کی نمائندگی کی گئی ہے۔ اس افسانے سے معیاری متن ملاحظہ کیجیے:

> "وہ جی، ریلوے ہیڈ کوارٹر میں مالی تھا۔ آٹھ سال سے کام کر رہا تھا ابھی تک نوکری کچی تھی۔ میں نے بڑی بیگم صاحبہ کی منت کی کہ صاحب سے کہ کر سونہرے کی نوکری پکی کرا دیں۔ ان کے کہنے پر ہل جل شروع ہوئی، پر ڈاکٹری میں فیل ہو گیا۔"(۳)

فرحت نے اپنے افسانوں کے لیے حقیقی دنیا سے کردار اخذ کیے ہیں۔ ان کے کردار جاندار اور مکمل ہیں۔ وہ اپنی تہذیب و ثقافت کے علمبر دار ہیں ان کا لباس، بود و باش، بول چال، کھانے اور طرز زندگی ان کی ثقافت کی عکاسی کرتے ہیں۔ فرحت پروین کی کردار نگاری پر اسد محمد خان یوں لکھتے ہیں:

> "فرحت پروین نے اپنے افسانوں میں ظلم کی چکی میں پسے ہوئے طبقات کے معاشی مسائل اور استحصالی المیوں کو ہمدردانہ لب و لہجے میں پیش کیا ہے۔ بورژوا سماج کے بڑھتے ہوئے معاشی قتل کو موضوع بنایا ہے"۔(۴)

فرحت پروین کے افسانوں میں جہاں جہاں جبر و استبداد کی عکاسی ہوتی ہے وہاں وہاں ان کا طرز بیان بھی اقتضائے حال کے مناسب ہو جاتا ہے اور وہ اسی لحاظ سے اپنے تخلیقی عمل کو افسانہ نگاری کے فن کی خراد پر چڑھا کر اسے نئے سانچوں میں ڈھال لیتی ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر اقبال واجد، بہار (انڈیا) یوں تحریر کرتے ہیں:

> "فرحت پروین کی افسانہ نگاری تخلیقی عمل کے ایک حسین، پر درد، ارتقائی صورتحال کی پیداوار ہے۔ جو ان کے مزاج اور ذوق جمال کے تخلیقی اضطراب کے ذریعہ حسن تخلیق کی دلکشی اور گراں مایہ معنوی موزونیت کے سہارے آگے بڑھی ہے۔"(۵)

"بہانے باز" کا کردار بھی اسی قبیل کا ہے۔ یہ بھی گھریلو تشدد کا شکار لڑکی ہے۔ سماج کے پسے ہوئے گھرانے سے ہونے کی وجہ سے اس کی کوئی عزت نہیں ہے۔ طعن و تشنیع اور ملامت اس کا مقدر اس لیے بنا دیا گیا ہے کیونکہ یہ غریب ہے۔ امیر غریب کی یہ تفریق خدا کی پیدا کردہ نہیں ہے بلکہ چند نمک حرام خبیث باطن انسانوں کی پیدا کردہ ہے جنھوں نے دنیا کی ساری دولت کو اپنے ہاتھوں میں مرتکز کر لیا ہے اور دنیا کے وسائل پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ حالانکہ سارے لوگ آزاد پیدا ہوئے ہیں۔

بنیادی حقوق میں برابر کے شراکت دار ہیں لیکن طاقتور طبقات نے کمزوروں کو مالی طور پر مفلوج کر کے ان کی عزتِ نفس جہاں تباہ کر دی وہاں ان سے زندگی بسر کرنے کا حق بھی چھین لیا۔ جبر کی یہ صورت انسانی معاشرے کے بقا اور امن کے لیے سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ اس افسانے میں امیر طبقے کی کمینگیوں کی عکاسی انتہائی سچائی سے کی گئی ہے۔ فرحت نے اپنے افسانوں کے لیے حقیقی دنیا سے کردار اخذ کیے ہیں۔ ان کے کردار جاندار اور مکمل ہیں۔ وہ اپنی تہذیب و ثقافت کے علمبر دار ہیں ان کا لباس، بود و باش، بول چال، کھانے اور طرز زندگی ان کی ثقافت کی عکاسی کرتے ہیں۔ فرحت پروین کی کردار نگاری پر اسد محمد خان یوں لکھتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.2 2021

"ان کے متعارف کیے کرداروں کے ساتھ بہت اچھا وقت گزرا ہے۔ انہوں نے اسے آگ بھری خداداد مملکت سے اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور خلیج کی ریاستوں سے اور جی ہاں، اس ایک قلمرو سے لا لا کر کس کمال کے کردار اپنے صفحوں پر بسا دیے ہیں ۔ان سے ملو تو لگتا ہے کہ اپنا آپ روشن ہو رہا ہے۔"(٦)

فرحت پروین کو جذبات نگاری میں کمال حاصل ہے۔افسانہ ملک بدر کی من یعنی میں اور سمرت کے جذبات کی چھوٹی چھوٹی تفاصیل حیران کن ہیں۔اس "میں" کی نیکی کے پس منظر میں اقتدار کی چھپی ہوئی خواہش بہت انوکھا موضوع ہے۔موصوفہ کو کردار کی نفسیات سے مکمل آگاہی ہوتی ہے۔انہیں انسانی نفسیات پر مکمل عبور حاصل ہے۔ان کے اس افسانے سے نمونہ تحریر ملاحظہ کریں:

"اور میں دوسرے دن ہی اس کے گھر جا دھمکی۔گھر کی ہر چیز زبان بے زبانی سے داستان فلاکت سنا رہی تھی۔سمرت ایک بہت ہی بے ڈھب بدرنگ سوٹ پہنے ہوئے تھی جو غالباً دھلنے سے سکڑ کر اور بھی بد وضع ہو گیا تھا۔"(٧)

فرحت پروین کے افسانوی مجموعے کے افسانہ "ریستوران کی کھڑکی سے" میں دو لوگوں کا ذکر ہے۔ان میں ایک لڑکا اور دوسری لڑکی ہے۔وہ دونوں ناشتہ کرنے کے بعد ریسٹورنٹ سے گھومنے کے لیے نکلتے ہیں اور بالآخر تھک ہار کر رات کے کھانے کے لیے ایک ہوٹل میں جا بیٹھتے ہیں لیکن ابھی ڈنر کے وقت میں کچھ دیر باقی ہوتی ہے۔پھر لڑکا پیسے نکلوانے کے لیے باہر چلا جاتا ہے اور لڑکی وہیں بیٹھی لوگوں کی شخصیات،نفسیات اور ظاہری شکل و شباہت کا جائزہ لیتی رہتی ہے۔اس افسانے میں لڑکے اور لڑکی کے مابین رکاوٹ ڈالنے والے جبری عناصر کی کاروائیوں کو بھی پیش کیا گیا ہے۔اس افسانے کے بارے میں احمد عقیل روبی لکھتے ہیں:

"یہ کہانی بھی ایسے ہی ایک Sad-Note پر ختم ہوتی ہے۔یہ کہانی اپنے آپ سے بچھڑی ہوئی عورت کا ایک جدید المیہ ہے جو نگر نگر گھوم کر اپنے دھڑ سے بچھڑا چہرہ تلاش کر رہی ہے۔وہ ایک کھڑکی میں سے آتے جاتے لوگوں کو دیکھ رہی ہے جن کے صرف چہرے اسکی آنکھوں کے سامنے آتے ہیں"۔(٨)

فرحت پروین نے ایک افسانہ "آزاد قیدی" کے عنوان سے لکھا۔اس میں ایک میاں بیوی کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔داسی نامی عورت اپنے ارد گرد کسی پرندے کی آواز کو محسوس کرتی ہے، مگر حقیقتاً ایسا نہیں ہوتا۔یہ اس کے ضمیر اور نفس کی آواز ہوتی ہے یہ اسکا وہم اور شک ہوتا ہے۔یہ افسانہ جبری محبت کے مسائل کو بیان کرتا ہے۔یہ آواز اسکے اندر کی آواز ہوتی ہے۔جو صرف اسی کو سنائی دیتی ہے جو کسی کو سنائی نہیں دیتی وہ اس آواز میں گم رہتی ہے اور اپنے خاوند کو بھی اس کے بارے میں آگاہ رکھتی ہے جو اپنی بیوی کی اس بیماری سے بڑا پریشان رہتا ہے۔ان کے افسانوں کے بارے میں عطیہ سیدیوں تحریر کرتی ہیں:

"فرحت پروین کی ساری کہانیوں میں ایک خیال یکساں ہے اور بڑی شدت سے ابھرتا ہے۔آپ پرماتما اور آتما کے میٹا فزیکل مسائل کے بجائے انسان کے دکھ کو اپنی کہانیوں کا محور بناتی ہیں"۔(٩)

فرحت پروین نے ایک اور افسانہ "مرگِ محبت" کے عنوان سے لکھا۔اس میں ایک لڑکی زرمین،ایک لڑکے تاشفین کی محبت میں گرفتار ہو جاتی ہے اب اس کی کوشش ہوتی ہے کہ تاشفین بھی اس سے بے حد محبت کرے وہ اس کے لیے منتظر رہتی ہے۔اس داستانِ عشق کا علم اسکے والدین اور چھوٹی بہن ثمرین کو بھی ہو جاتا ہے لیکن بد قسمتی سے اسے مسلسل انتظار کرنا پڑتا ہے۔اور تاشفین اسے صرف اچھا وقت گزارنے کے لیے فون کرتا ہے۔محبت میں ایک طرف وفاداری اور دوسری طرف عشق کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھانے والے ابن الوقت لڑکوں کی بے وفائی اور ان کے جبری رویوں کو افسانہ نگار نے کمال مہارت سے بے نقاب کیا ہے۔ان کے افسانوں کے بارے میں نجیب احمد لکھتے ہیں:

"فرحت پروین کا افسانہ اسکی اپنی ذات کی شناخت اور کائنات کے وسیع تر تناظر کی تفہیم کا اظہار ہے۔وہ استقامت کے ساتھ آگے کی طرف سفر کرتے ہوئے کبھی خود سے اور کبھی کائنات سے مکالمہ کرتی ہے۔" (١٠)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.2 2021

فرحت پروین نے خوبصورت انداز اور سادگی کو اپناو طیرئہ اظہار بنایا ہے۔ انہوں نے خوبصورت الفاظ میں منظر نگاری کی ہے یہ منظر کو حقیقت کا روپ دے دیتی ہیں۔ قاری ان کی تحریر کو پڑھتے ہوئے اسی منظر میں کھو کر رہ جاتا ہے یہ منظر کو ایسے انداز میں الفاظ کا جامہ پہناتی ہیں کہ سارا منظر آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ ان کے افسانے سے ایک معیاری متن ملاحظہ کیجیے:

"وینکوور تو اسکی توقع سے بھی زیادہ خوبصورت تھا۔ سورج ڈھلنے والا تھا۔ روشنی اور سائے آنکھ مچولی کھیل رہے تھے۔ ڈوبتے سورج کی سنہری کرنیں عجیب اچھوتی تصویریں بنا رہی تھیں۔ ادھر نیلے امبر کے رخسار سورج کو یوں بے حجابانہ برہنہ نہاتے دیکھ کر گلابی ہو رہے تھے۔ خود سمندر بھی تو سرخوشی اور سرشاری سے رنگوں میں ڈوبے ہوئے تھا"۔(۱۱)

فرحت پروین نے اپنی تحریروں میں مباحثاتی انداز، مظق، فلسفہ اور نفسیات کو بڑے خوبصورت پیرائے میں پرویا ہے۔ ان کا انداز بیان مدلل اور جامد ہے ان کی تحریروں میں زندگی کے فلسفوں کو بیان کیا گیا ہے ان کو انسانی نفسیات پر مکمل عبور حاصل ہے انہوں نے زندگی کو بڑے منطقی انداز میں بیان کیا ہے۔ بعض جگہوں پر خوبصورت انداز میں اپنے نظریات کو پیش کر دیتی ہیں۔ ایک جگہ یوں بیان کرتی ہیں:

"بھیک مانگنا خود مانگنے والے کے لیے (اگر وہ پیشہ ورنہ ہو تو) بار بار مرنا اور ایک ایسے ذہنی عذاب سے گزرنا ہوتا ہے جو اسکی ذات کی نفی اور بے بسی کی انتہا تک جا پہنچتا ہے اور بے بسی کی اس انتہا پر پہنچ کر مرنے اور جینے میں کوئی خاص فرق نہیں رہ جاتا"۔(۱۲)

فرحت پروین کا اسلوب بیان انتہائی سادہ ہے۔ انہوں نے ہمیشہ اردو کے سادہ الفاظ کو ہی اپنے افسانوں میں جگہ دی ہے انکی تحریریں مشکل الفاظ سے عاری ہیں انہوں نے ہمیشہ عام قاری کے لیے لکھا چونکہ ان کے افسانوں کا محور بھی عام لوگ ہیں اس لیے ان کی تحریریں بھی عام لوگوں کی زبان اور بول چال کی عکاس ہیں۔ اس بارے میں الطاف اشعر یوں لکھتے ہیں:

"اصل میں اس کے کہانی کہنے کے اس انوکھے، منفرد اور پرکار انداز کا پیدا کردہ ہے جس میں اس کا "بیانیہ" اتنا سادہ، رواں، سلیس اور عام فہم ہو جاتا ہے کہ کہانی کی زیریں سطح پہلی نظر میں محسوس ہو جاتی ہے، مگر شاید واضح طور پر دکھائی نہیں دیتی۔" (۱۳)

فرحت پروین کو اردو افسانہ نگاری میں کمال حاصل ہے۔ وہ زندگی کو عمیق نظر سے دیکھتی ہیں۔ ان کی نگاہ تیز ہے۔ وہ زندگی کی حقیقتوں کو اپنے الفاظ میں پروتی ہیں، وہ انسانی نفسیات پر مکمل عبور رکھتی ہیں۔ وہ انسانی جذبات، خیالات، فکر، سوچ، دلچسپی، نفرت، نفس اور دیگر خیالات پر خامہ فرسائی کرتی ہیں۔ ان کا مشاہدہ زندگی بہت زیادہ ہے ان کو لوگوں کے رویوں، میلانات اور رجحانات پر مکمل دسترس ہے۔ موصوفہ ایک جگہ پر یوں لکھتی ہیں:

"میں نے زندگی کی کہانیاں لکھی ہیں۔۔۔۔۔زندگی۔۔۔۔جس کے صد ہزار رنگ وروپ ہیں۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔جو نصف عیاں اور نصف اس کے اندر نہاں ہیں۔ میں زندگی کی روح تک پہنچنے کی کوشش میں، اس کے پوشیدہ روپ کی کھوج میں رہتی ہوں اور جب مجھ پر کسی نئی حیرت کا در وا ہوتا ہے۔ میں اسے کہانی کے قالب میں ڈھال کر آپ کے سامنے پیش کر دیتی ہوں"۔(۱۴)

ان کا افسانہ "کانچ کی چٹان" کا پلاٹ بہت خوبصورت ہے۔ وہ بظاہر منتشر، بے جوڑ اور عام سے واقعات اور دیکھے بھالے کرداروں کو لے کر چلتی ہیں لیکن آہستہ آہستہ ان سب کے درمیان ایک ایسا اندرونی ربط ابھرنا شروع ہوتا ہے کہ ہر سطر کے ساتھ کہانی کی کشش بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ یہ بے ربطی بے معنی نہیں ہے بلکہ نہایت پُر معنی ہے۔ خارج کی دنیا میں جبر کے واقعات میں جس طرح کی بے ربطی دیکھنے میں آتی ہے، اسی طرح کی بے ربطی اور اضمحلال اس افسانے کے پلاٹ کا بھی امتیاز ہے۔ ایسے مختلف واقعات کا بیان ہوتا ہے جو کسی نہ کسی طرح سے معاشرے میں جاری رہنے والے ظلم و بربریت کا عکاس ہیں اور ان کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ممتاز و معروف شاعر امجد اسلام امجد ان کے افسانوں کے بارے میں یوں رائے دیتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.2 2021

"فرحت کے افسانوں کے پلاٹ عام طور پر بہت سادہ اور بظاہر کسی ایک مرکزی واقعے کے گرد گھومنے والے ہوتے ہیں۔اور کم و بیش یہی سلسلہ ان کی کردار نگاری اور کسی ایک کردار کی مرکزی حیثیت کے حوالے سے دیکھنے میں آتا ہے لیکن یہ تاثر اصل میں اس کے کہانی کہنے کے اس انوکھے، منفرد اور پر کار انداز کا پیدا کردہ ہے"۔(۱۵)

"کانچ کی چٹان" میں ایک لڑکی فریال کا ذکر ہے جو سعودی عرب میں مقیم ہے اور ہیلتھ سینٹر میں اپنی دوست فریحہ کے ہمراہ مساج کے لیے جاتی ہے۔بعد ازاں وہاں اس کی ملاقات فلپنیا لڑکی ہیلن کے توسط سے لیٹیشیا مریا سے ہوتی ہے۔جو وہاں پر کام کرتی ہے۔اس لڑکی کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے، اس کا شوہر سیلر ہے۔یہ کام کے سلسلہ میں سعودی عرب میں ہے لیکن وہ بیچاری دو سال سے پہلے اپنا کنٹریکٹ ملازمت ختم ہونے سے قبل اس دنیا سے رخصت ہو جاتی ہے۔اس کے بہت سے خواب ہوتے ہیں جو وہ ہر صورت پورے کرنا چاہتی ہے مگر اس کے خواب ادھورے رہ جاتے ہیں۔وہ اپنے خوابوں کے بارے میں فریال کو بتاتی ہے، جنہیں فریال ایک الیے کی مانند پورا کرتی ہے اور اس کی بیٹی کی بریسلیٹ، بندے اور انگوٹھیاں فریال اسکی میت کیساتھ بھیج دیتی ہے۔یہ ایک المیہ افسانہ ہے۔اعجاز رضوی ان کے افسانوں کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

"معاشرے کے متنوع تجربات، کرداروں کی نفسیاتی کشمکش اور ہجرت در ہجرت کے اذیت ناک تجربات اور اس کے نتیجے کے طور پر باطنی شکست وریخت سے گزرتے انسانی کرداروں کی تصویر کشی میں فرحت پروین نے مہارت سے کام لیا"۔(۱۶)

فرحت نے افسانوں کو نئے اور جدید رنگ میں پیش کیا چونکہ موصوفہ ملک سے باہر ہیں اور مختلف زبانوں اور لٹریچر پر مکمل مہارت رکھتی ہیں چناچہ انہوں نے اسی انداز فکر کو اردو افسانے کا رنگ دیا ہے۔ان کے فلسفیانہ انداز، منطقی اور مباحثی انداز کی بہترین مثال ملاحظہ کریں:

"میں اس سے اختلاف کروں گی مادام، برائی بہر حال برائی ہے اسکو قبول کر لینا غلط ہے۔اب یہی دیکھیے روز قتل ہوتے ہیں، ڈاکے پڑتے ہیں تو کیا کسی کی جان لینا، کسی کو لوٹ لینا برائی نہیں"۔(۱۷)

فرحت پروین نے اردو کے بہترین الفاظ کا استعمال کیا ہے بلکہ اکثر مقامات پر انگریزی الفاظ بھی شامل کیے ہیں لیکن یہ ان کی خامی نہیں ہے بلکہ تحریر کو اور زیادہ مسرت اور لطیف بنا دیتی ہے۔

انہوں نے انگریزی مکالمات کو استعمال کر کے ایک نیا اسلوب تحریر ایجاد کیا ہے۔اکثر مقامات پر انگریزی الفاظ کے استعمال سے تحریر میں رنگینی اور خوبصورتی اجاگر ہوئی ہے۔ایک جگہ اپنے افسانے ہاٹ میل ڈاٹ کام میں یوں لکھتی ہیں:

"Cry ophelia, cry

Unitl the occan flows from your eyes

teach the world what it means

to feel your emptiness inside."(۱۸)

فرحت پروین نے اپنے افسانوں میں خوبصورت مکالمہ نویسی کی ہے۔افسانوں میں دلچسپی کا عنصر نمایاں ہے اکثر مقامات پر فارسی اور انگریزی حوالہ جات موجود ہیں۔نظریات اور فلسفے پر بحث پائی جاتی ہے۔کہیں کہیں خود کلامی بھی ہے جو جی میں آتا ہے بلاخوف و خطر کہہ جاتی ہیں۔اکثر جگہ پر خطابیہ انداز بھی موجود ہے۔ان کے مجموعے کانچ کی چٹان کے افسانوں کے بارے میں امجد اسلام امجد یوں تحریر کرتے ہیں:

"کانچ کی چٹان کی زیادہ تر کہانیاں نائن الیون کے واقعے کے بعد کی لکھی ہوئی ہیں۔سوان میں وہاں کے سیاسی اور عوامی رد عمل کے ساتھ تہذیبوں کے نام نہاد ٹکراؤ اور امریکی حاکم طبقے کی نفسیات میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کا بھی بڑے فنکارانہ انداز میں جائزہ لیا گیا ہے"۔(۱۹)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.2 2021

فرحت اپنے افسانے "آئینہ آئینہ" میں جبر کی ایک اور صورت یعنی خانگی جبر کو پیش کیا گیا ہے۔ ریاستی جبر اپنے نفاذ میں سخت ترین سہی لیکن خانگی جبر کی بعض صورتیں اس سے بھی سخت تر ہوتی ہیں کیونکہ یہاں ہر اس ننھی اور معصوم خواہش کا دم توڑ دیا جاتا ہے جو ابھی دل میں پنپنے ہی والی ہوتی ہے اور زندگی بوجھ اور قابلِ نفرت بنا دی جاتی ہے۔ اس افسانے میں ایک لڑکی مریم کا کردار ہے، اور ایک لڑکے کا بھی۔ وہ لڑکا مریم کے عشق میں گرفتار ہو جاتا ہے اور پھر اس سے شادی کر کے ہی دم لیتا ہے لیکن شاید لڑکی معصوم ہے یا پھر اسکی خواہشات کا قتل ہوتا ہے کیونکہ وہ شادی سے پہلے پڑھنا چاہتی تھی۔ اس لیے اپنے شوہر کو قریب نہیں آنے دیتی، اس سے لڑکا بڑا مایوس نظر آتا ہے۔ فرحت پروین کو منظر نگاری اور سراپا نگاری پر مکمل عبور حاصل ہے۔ یہ جس شخص کا بھی حلیہ بیان کرتی ہیں اس کی شکل وصورت ہماری آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ یہ اسے سراپا بیان کرتی ہیں اور اس کی تصویر من وعن الفاظ میں ڈھال دیتی ہیں۔ فرحت پروین نے حقیقت کو افسانے میں پرویا انہوں نے نسوانی جذبات وکردار اور نسوانی شخصیت کو بڑے خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے۔ ان کے افسانوں کے کردار ہمارے ارد گرد کے لوگ ہیں۔ وہی سادہ اور معصوم پری چہرہ لوگ ان کے افسانوں میں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔

انہوں نے زیادہ تر مغربی ممالک کے لوگوں کی شخصیت کی عکاسی کی ہے۔ چونکہ ان کی نفسیات اور شخصیات سے بخوبی آگاہ ہیں اس لیے انہیں ہی اپنے افسانوں میں جگہ دیتی ہیں۔ فرحت پروین نے اپنے افسانوں میں خوبصورت الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ان کا ذخیرہ الفاظ بہت زیادہ ہے۔ ان کو زبان وبیان پر مکمل عبور حاصل ہے۔ انہوں نے فصیح وبلیغ اور نادر الفاظ وتراکیب کو اردو افسانے میں جگہ دی ہے۔ محترمہ مختصر پیرائے میں بڑے موضوع کو پرو دیتی ہیں ان کی تحریروں میں جامعیت ہے۔ ان کی تحریروں میں الفاظ کی رنگینی بھی ہے اور سادگی بھی، الغرض انہوں نے اپنا منفرد انداز تحریر اپنایا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ فرحت پروین، "منجمد، روش پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۵، ص ۳۱

۲۔ واجد اقبال، ڈاکٹر، فرحت پروین کے افسانوں کا تخلیقی ارتقاع، مشمولہ، جشن فرحت، اردو منزل ڈاٹ کام، دبئی، س ن، ص ۲۱

۳۔ فرحت پروین، منجمد، روش پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۵، ص ۱۴۶

۴۔ اسد محمد خان، میں نے محبت کو کلام کرتے سنا، مشمولہ، جشن فرحت، اردو منزل ڈاٹ کام، دبئی، س ن، ص ۱۲

۵۔ واجد اقبال، ڈاکٹر، فرحت پروین کے افسانوں کا تخلیقی ارتقاع، مشمولہ، جشن فرحت، اردو منزل ڈاٹ کام، دبئی، س ن، ص ۲۲

۶۔ اسد محمد خان، میں نے محبت کو کلام کرتے سنا، مشمولہ، جشن فرحت، اردو منزل ڈاٹ کام، دبئی، س ن، ص ۱۴

۷۔ فرحت پروین، ملک بدر، مشمولہ، منجمد، روش پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۵، ص ۷۵۔۷۶

۸۔ احمد عقیل روبی، پیش کلام، ریستوران کی کھڑکی س، مشمولہ، جشن فرحت، اردو منزل ڈاٹ کام، دبئی، س ن، ص ۳۵

۹۔ عطیہ سید، ریستوران کی کھڑکی سے، مشمولہ، جشن فرحت، اردو منزل ڈاٹ کام، دبئی، س ن، ص ۳۸

۱۰۔ نجیب احمد، بیک فلیپ، ریستوران کی کھڑکی سے، لاہور، اساطیر پبلی کیشنز، مئی ۲۰۰۰ء

۱۱۔ فرحت پروین، ریستوران کی کھڑکی سے، لاہور، اساطیر پبلی کیشنز، مئی ۲۰۰۰ء، ص ۱۴

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۵۴

۱۳۔ الطاف اشعری بخاری، تخلیقات بھکر حصہ ۱۳، مطبوعہ روزنامہ بھکر ٹائمز، بھکر، ۱۷ اکتوبر ۲۰۱۱ء

۱۴۔ فرحت پروین، خواب سراب، مشمولہ، ریستوران کی کھڑکی سے، لاہور، اساطیر پبلی کیشنز، مئی ۲۰۰۰ء، ص ۱۴۳

۱۵۔ امجد اسلام امجد، فلیپ، ریستوران کی کھڑکی سے، لاہور، اساطیر پبلی کیشنز، مئی ۲۰۰۰ء

۱۶۔ اعجاز رضوی، فرحت پروین خان: کانچ کی چٹان، مشمولہ، جشن فرحت، اردو منزل ڈاٹ کام، دبئی، س ن، ص ۴۳

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.2 2021

۱۷۔ فرحت پروین، عجیب رشتہ، مشمولہ، کانچ کی چٹان،لاہور، جہانگیر بکس، س ن، ص ۲۵۰

۱۸۔ فرحت پروین، ہاٹ میل ڈاٹ کام، مشمولہ، کانچ کی چٹان،لاہور، جہانگیر بکس، س ن، ص ۱۱۳

۱۹۔ امجد اسلام امجد، فلیپ، ریستوران کی کھڑکی سے،لاہور، اساطیر پبلی کیشنز، مئی ۲۰۰۰ء